Phone: 244089
245234
Annual Rs. 15/-
Per Copy 1/50

ایڈیٹر: نسیم انہونوی

سرپنچ

ESTD. 1931
A PUBLICATION OF
NASIM BOOK DEPOT, LUCKNOW

Vol. 58 Jan. 1990 No. 12

DIAMOND JUBILEE NOVEL

Rs. 60/-

ہمارے گھر کے لیے
دلچسپ اور معیاری کتابوں کا مرکز
نسیم بک ڈپو، ۳۰ لاٹوش روڈ لکھنؤ

یعقوب یاور کوٹی کی شاعری
ان کے مجموعۂ کلام "الف" کی روشنی میں

ڈاکٹر مظفر حنفی

یعقوب یاور کوٹی کے مجموعۂ کلام "الف" پر یہ چند سطور لکھتے ہوئے خاص طور پر مسرت اس لئے حاصل ہو رہی ہے کہ ان سے میری کئی نسبتیں ہیں۔ میری طرح ان کا آبائی وطن بھی فتحپور ہے۔ بھوپال ان کے لئے بھی وطن مالوف کی حیثیت رکھتا ہے اور میرا بھی وطن ثانی رہا ہے اور یعقوب یاور بھی میری مادر درسگاہ سیفیہ کالج کے فارغ التحصیل طالب علم ہیں۔

گذشتہ دس بارہ برسوں میں یعقوب یاور نے علم و ادب کے میدان میں قابل لحاظ ترقی کی ہے اس اثنا میں ان کے ترجمہ کردہ چار پانچ ناول زیور طبع سے آراستہ ہوئے بلکہ ان کی متعدد غزلیں اور نظمیں ملک کے موقر ادبی جریدوں کے صفحات پر جلوہ گر ہوئیں اور ان میں سے بیشتر نے اہل نظر کو اپنی ندرت اور تازگی کی طرف توجہ دینے پر بھی مجبور کیا ہے۔ ان کی غزلوں کے دیگر اشعار میں مجھے فکر و احساس کی نئی جہتیں محسوس ہوتی ہیں۔ مندرجہ ذیل کچھ شعر پڑھ کر شاید آپ بھی میرے اس خیال سے اتفاق فرمائیں۔

میں دم بہ لب ہوں مجھے چند قطرۂ شبنم
خوشی سے پھر مرے آگے سراب رکھ دینا

وہ وقت ہے کہ یاد کے سائے بھی کھو گئے
وہ کشمکش کہ تیرا تصور وبال ہے

روتا رہا ہوں پیروی میر کی قسم
دن پھر رہے ہوں کہ مجھے وصال کے

درد کا وارث تھا میں تیری وراثت بھی گئی
اے عمر مجھے حیات جاوداں یوں ہی سہی

یہ احترام روابط کا فیض ہے ورنہ
ہمارے ہاتھ میں چھری بھی اگر ہے تو بھی

نئی تہذیب اس کے پیٹ میں ہے
نہ بے غیرت نہ غیرت دار بیگم

یعقوب یاور کی شاعری بیک وقت روایت سے انحراف بھی کرتی ہے اور اس کی پاسداری بھی۔ یہ دو سرکش گھوڑوں پر ایک ساتھ سواری کرنے جیسا خطرناک عمل ہے لیکن جب فنکار اسے خطروں سے کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہوتا نظر آئے تو نہ چاہتے ہوئے بھی لوگوں کی نگاہیں اس پر مرکوز ہو جاتی ہیں اور دوست تو خیر دوست ہوتے ہیں، باضمیر دشمن بھی اُسے داد سے نوازنے پر مجبور ہوتا ہے۔ تخلیقی حسن تضاد کے حامل کچھ ایسے ہی اشعار ملاحظہ ہوں:

خوابوں میں جھومتی ہوئی جنت کا کیا کروں
زخموں کی سرکشی سے طبیعت بحال ہے

ہر لمحہ امکان حوادث پھر بھی گھر اچھا لگتا ہے
شیشے کے شوکیس میں بیٹھا آہن گر اچھا لگتا ہے

سحر آئی تو شب دیدہ عناصر
دروں بینِ سحر دیکھے گئے ہیں

مری تنگ زمانہ خواہشوں نے
کیا مجھ کو سرِ بازار ننگا

زندگی بھر یہی سوچا غزل میں ڈھال لوں
بس یہاں تک ہی کا رکھنا تھا کہ چکر آگیا

خوابوں میں جھومتی ہوئی جنت کا تذکرہ اور پھر اس سے دست برداری، شیشے کے شوکیس میں بیٹھ کر آہن گری، شب دیدہ عناصر کی سحر بینی، تنگ زمانہ خواہشوں کے ہاتھ سر بازار رسوائی اور پھر زندگی کو غزل میں ڈھالنے کی کاوش پر چکر آنا بظاہر بالکل نئے تصورات اور تازہ مضامین نظر آتے ہیں لیکن کیا یہ اشعار بالترتیب اقبال (باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں)، میر (لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام)، فیض (یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر)، غالب (ہوس کو ہے نشاط کار کیا کیا) اور

شاد عارفی (زندگی تیرے لئے زہر پیا ہے میں نے) کی روایت سے جڑے ہوئے نہوں ہیں ؟ بے شک ہیں اور یہی حسن تضاد اور بڑی خصوصیت میری نگاہ میں ان کی اہمیت کا جواز ہے۔

شاد عارفی کے ذکر پہ یاد آیا کہ غزل کہنے والوں کی تازہ ترین کھیپ میں محبوب راہی اور شجاع خاور کے بعد یعقوب یاور نے واشگاف گفتگو ، بے محابا طنز اور کھردرے طرز بیان کے وسیلے سے شاد عارفی کی روایت کو آگے بڑھانے کی مستحسن کاوش کی ہے . مجھے بڑی طمانیت ہوتی ہے یہ سوچ کر کہ نئی غزل کا وہ پودا جو یگانہ اور شاد عارفی جیسے دیو قامت فنکاروں نے تلخ حقائق کی سنگلاخ میں لگایا تھا ، نہ صرف غزل کی حیثیت سے ایک چھتنار درخت بن چکا ہے (جس کے سائے تلے آج کے تقریباً سبھی اہم بڑے غزل گو کبھی نہ کبھی ضرور ٹھہرے ہیں) بلکہ محبوب راہی ، شجاع خاور اور یعقوب یاور جیسے تازہ دم فنکاروں کی شگفتہ کاریاں اس کی مسلسل آبیاری بھی کر رہی ہیں . کم از کم "الف" میں شامل یہ اشعار تو کچھ ایسی ہی بات کہتے ہیں :

تضاد فکر و عمل ہو تو فیصلہ دشوار
سفر نصیب کے پیروں میں آبلے ہی نہیں
زمیں نے پاؤں میں زنجیر ڈال رکھی ہے
اور آسمان الگ جان کھا رہا ہے میاں
یا دبا لؤں پہ انحصار بھی ہے
اور سمندر بھی پار کرتا ہوں
وہ خوش نہی جو راہیں کاٹتی ہے
مرے اندر بھی در آئی مبارک

یہ چار اشعار محض بانگی کے دانے ہیں جن سے پورے خرمن کا اندازہ کیا جا سکتا ہے . چنانچہ یعقوب یاور سے میری ذہنی انسیت کا ایک وسیلہ ان کی شاد عارفی سے تاثر پذیری بھی ہے . میں کہتا ہوں جادۂ غزل پہ روایت اور جدت کی باہوں میں باہیں ڈال کر چلنے والا ایسا فنکار زیادہ دنوں تک اپنی منزل سے دور نہیں رہ سکتا میرے اس خیال کو تقویت یوں بھی پہونچتی ہے کہ یعقوب یاور نے " دیدہ ور "، " آج کی شکستگی " اور " اعتراف شکست " جیسی نظمیں بھی لکھی ہیں جن سے واضح شہادت ملتی ہے کہ تازہ حسیت اور عصری آگہی کا شعور متوازن اور فنکارانہ تال میل ان کے تخلیقی مزاج میں موجود ہے۔

روشن رہنمائے ترجمہ

انگریزی سیکھنے کی آسان کتاب ——— 10/-

مولف ، طیب علی کوکب

ضروری اعلان

نسیم بک ڈپو کی درج ذیل کتابوں کی قیمت میں پہلی جنوری سنہ ۹۰ء سے اضافہ ہو چکا ہے

لسٹ درج ذیل ہے

تصوف اور اصغر گونڈوی	75/-
مرزا رسوا حیات و ناول نگاری	40/-
دو ادبی اسکول	40/-
فکر بلیغ	20/-
ثاقب کی شاعری	40/-
اردو نثر میں ادب لطیف	40/-
اندر سبھا و اندر سبھائیں	25/-
ایک تھا شاعر : شاد عارفی	50/-
تذکرہ خوش معرکہ زیبا	50/-

مظہر الحق علوی صاحب کے ناولوں کی قیمت میں اضافہ اس طرح ہے ۔

خون ریز	50/-	ابرام	44/-
تار عنکبوت	64/-	ابابیل	44/-
ریگ رواں	90/-	نیل کی ساحرہ	44/-
آسیب	60/-	ڈکالی	44/-
ارزاں جہاں	36/-	اندھیروں کا سفر	44/-
خانقاہ	40/-	سورج کا لہو	50/-

رئیس احمد جعفری

ایک مورخ ایک صحافی

(از مجاہد لکھنوی کراچی (پاکستان)

۴ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء کو مولانا محمد علی جوہر انتقال کر گئے تو ان کی سوانح عمری تحریر کرنے کا مسئلہ درپیش ہوا۔ یہ کام جامعہ ملیہ دہلی کے ایک ہونہار طالب علم کو سونپا گیا جس کی عمر ۲۰ برس بھی نہیں تھی۔ لیکن اس نو عمری اور ناتجربہ کاری کے باوجود اس کتاب کی ترتیب میں اس نوجوان نے وہ جوہر دکھلائے کہ یہ ایک بلند پایہ تصنیف قرار پائی اس کتاب کی ادبی اور سیاسی اہمیت کے پیش نظر اس کا طویل مقدمہ اردو زبان کے صاحب طرز مولانا عبدالماجد دریابادی نے لکھا۔ مولانا رقم طراز ہیں کہ ضرورت تھی کہ اچھے جید اہل قلم اور پختہ کار مصنفین کی پوری جماعت ترتیب سوانح کا کام ہاتھ میں لے لیکن حالات مساعد نہ ہوئے جمود و افسردگی کے اس منظر کو دیکھ کر جامعہ ملیہ کا ایک نوعمر و نوخیز اہل قلم آگے بڑھا اور اپنی عمر و تجربہ کی کمی کو ہمت کی فراوانی سے پورا کر کے بلا تکلف اور بے دھڑک اس بار عظیم کے لئے اپنے سر و شانہ کو پیش کر دیا۔ آفرین و رحمت ہو اس کی ہمت پر اور آفرین و رحمت ہو جامعہ کی مستعدی و کارگذاری پر۔

قائد اعظم محمد علی جناح کی پہلی سوانح عمری لکھنے کا اعزاز بھی اس نوجوان کو حاصل ہوا جو سنہ ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی۔ روزنامہ خلافت نامساعد حالات کی وجہ سے بند ہو گیا تو مولانا شوکت علی نے جامعہ ملیہ دہلی کے اس نوجوان قلم کار کو دعوت دی اور "روزنامہ خلافت" کی کرسی ادارت سنبھال لی۔ اس ۲۴ سالہ نوجوان نے انتہائی جانفشانی، شب و روز کی محنت اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر روزنامہ خلافت کو ایک بار پھر زندہ کر دیا۔ تقسیم ہند کے بعد یہ جلیل القدر بندۂ خدا کراچی پہونچا اور دو روزناموں "خورشید اور اقبال" میں مدیر کی حیثیت سے کام کیا۔ اپریل سنہ ۱۹۵۲ء میں انھوں نے اپنا ماہنامہ "ریاض" جاری کیا۔ جو ایک اعلیٰ درجہ کا علمی ادبی اور سیاسی جریدہ تھا۔

انھوں نے سنہ ۱۹۵۵ء میں اخبار "زمیندار" کی ادارت سنبھالی اور لاہور چلے گئے۔ کچھ ہی عرصہ بعد ادارہ ثقافت اسلامیہ سے منسلک ہو گئے اور آخری دم تک وہیں رہے۔ اس دوران انھوں نے اپنا اشاعتی ادارہ "محمد علی اکیڈمی" بھی قائم کیا۔

یہ زود نویس اور بسیار نویس مرد خدا جب اس جہان فانی سے رخصت ہوا تو ساڑھے تین سو، علمی، ادبی، اسلامی اور تاریخی کتابیں قلمبند کر چکا تھا۔ اور ایک عالم اسے بلند پایہ ادیب، سوانح نگار اور عالم دین کی حیثیت سے جانتا تھا ہماری نوجوان نسل کے لئے ان کی زندگی کی پہلوؤں سے مشعل راہ ہے۔ چشم بینا شرط ہے۔ محنت، دیانت، اور اپنے مقصد سے لگن کی ایسی مثال بہت کم ملتی ہے۔

ان کے انتقال پر حکیم محمد سعید دہلوی نے کیا خوب تحریر فرمایا تھا۔ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۶۸ء کو لاہور ریلوے اسٹیشن پر بہت سے مسافروں نے اپنے سفر کا آغاز کیا اور بہت سوں نے اپنا سفر ختم کیا۔ اس ہنگامۂ سیر و سفر میں ایک سادہ دل انسان ایک محب وطن پاکستانی، ایک بلند پایہ ادیب، ایک ممتاز صحافی اور ایک سچے مسلمان نے سفر آخرت اختیار کیا۔ یہ صاحب تھے مولانا سید رئیس احمد جعفری۔

مندرجہ بالا سطور بابائے صحافت جناب میر خلیل الرحمٰن صاحب مالک و چیف ایڈیٹر روز نامہ "جنگ" نے رئیس احمد جعفری کی ستر ہویں برسی کے موقع پر رئیس احمد جعفری اکیڈمی سے شائع ہونے والے مجلہ کے لئے تحریر کی۔

دنیا میں سب سے زیادہ دولت مند اس قوم کو کہا جاتا ہے جس کے پاس اس کی اپنی تاریخ محفوظ ہو۔ یوں تو رئیس احمد جعفری نے اردو ادب کو اتنا کچھ دیا کہ جس کی ترتیب و تدوین کے لئے خود ایک ادارے کی ضرورت ہوگی۔ لیکن قومی اور اسلامی نظریے کے مطابق اس بیش بہا خزانے میں سب سے زیادہ قابل قدر اور در بے بہا ان کی تاریخی کتب ہیں۔

رئیس احمد جعفری ان لوگوں میں سے تھے جو دنیا کو کچھ دینے کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ یہ لوگ ساری زندگی اپنے مشن میں مصروف رہ کر گذار دیتے ہیں، وہ اپنی محنت اپنی کاوش کا ہم سے کچھ معاوضہ بھی طلب نہیں کرتے۔ اور اپنا کام ختم کر کے چپ چاپ رخصت ہو جاتے ہیں۔ پھر جب ہم اس خزانے کا جائزہ لیتے ہیں جو ان کا سرمایۂ حیات ہوتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ جانے والا کتنا عظیم تھا۔ جو ہم کو ہماری تاریخ کی دولت سے مالا مال کر گیا اور پھر یہ سرمایہ ہمیشہ ہمیشہ ہمارے کام آتا رہتا ہے۔

رئیس احمد جعفری یوپی کے ایک شہر سیتاپور میں پیدا ہوئے ان کی والدہ کا تعلق ضلع سیتاپور کے ایک قصبہ خیرآباد سے تھا۔ ان کے نانا سید نیاز احمد برصغیر کے مشہور شاعر ریاض خیرآبادی کے بھائی تھے۔ اس طرح رئیس احمد جعفری کو ماں اور باپ دونوں کی طرف علم و ادب ورثے میں ملا تھا ان کے والد کا انتقال عین عالم جوانی میں ہو گیا۔ جبکہ جعفری مرحوم بہت کمسن تھے۔ رئیس احمد نے اپنی ننھیال میں پرورش پائی۔ اس طرح ان کی علم حاصل کرنے کی امنگ کو پھولنے پھلنے کا موقع ملا۔

ابتدائی تعلیم کے بعد انھیں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ندوۃ العلماء لکھنؤ بھیج دیا گیا جو ایک مشہور اور مستند تعلیمی ادارہ تھا۔ رئیس احمد جعفری کو شروع سے ہی کتب مطالعہ کا شوق تھا اس زمانے میں دارالعلوم ندوہ میں ایک انجمن "الاصلاح" کے نام سے قائم تھی جس کے تحت ایک دارالمطالعہ بھی قائم تھا۔ وہ اپنا بیشتر وقت وہیں صرف کرتے تھے پھر وہ خود اس انجمن کے رکن بن گئے اور ایک دستی قلمی رسالہ جاری کیا۔ یہ رئیس احمد کی صحافت کی ابتدا تھی۔

سنہ ۱۹۳۰ء میں رئیس احمد نے لکھنؤ سے ہجرت کی اور جامعہ ملیہ دہلی میں داخلہ لے لیا جہاں تین سال تک وہ انگریزی اور جدید علوم کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ یہاں کے ماحول نے ان کے تحریر و تصنیف کے شوق کے لئے اور بھی بہتر ماحول فراہم کیا۔ جامعہ سے شائع ہونے والے رسالے میں انھوں نے متعدد علمی مضامین لکھے۔ کچھ عربی تحریروں کے اردو ترجمے کر کے شائع کئے۔ اس دور کے تصنیف و تحریر کے مشاغل نے ان کے لئے بنیاد کا کام کیا۔ اور ابتدا ہی میں ان کے قلم میں ایسا استحکام پیدا ہو گیا کہ طالب علمی کے دور میں ہی جب کہ وہ عالم نوجوانی میں تھا۔ ان کا انتخاب مولانا محمد علی جوہر کی سوانح حیات تحریر کرنے کے لئے کیا گیا۔

ایک عجیب بات یہ ہے کہ جہاں تک سندوں کا تعلق ہے رئیس احمد جعفری کی تعلیم نہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں مکمل ہو سکی اور نہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دلی میں تکمیل کے مراحل طے کر سکی۔ ایک تحریک میں حصہ لینے کے جرم میں انھیں ندوہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ اور دلی میں وہ صحافت اور اپنی ذاتی تصانیف میں اس درجہ مصروف ہوئے کہ جامعہ کی تعلیم پر دھیان نہ دے سکے۔

لیکن ان کے مطالعے کے شوق نے انھیں اپنی درسی کتب سے کہیں زیادہ علم بخشا۔ اپنی زندگی میں وہ ایک عالم دین، ایک مورخ، ایک مصنف، اور ایک صحافی کی حیثیت سے بہت کامیاب رہے۔ بلکہ اس منزل پر تھے کہ دوسرے ان سے درس لیتے تھے۔

نئی زمانہ لوگ صحافت اور سیاست کے دوران کچھ زیادہ فاصلہ نہیں سمجھتے۔ لیکن رئیس احمد جعفری نے اپنی ہر حیثیت کو نمایاں اور برقرار رکھا۔ وہ مزاجاً ایک سیاسی دل رکھتے تھے۔ ابتدا میں وہ کانگریس میں شریک رہے۔ وہ اپنی پارٹی اور اپنے

لیڈر کے اس حد تک وفادار تھے کہ خود زخمی ہوئے جواہر لال نہرو کو بچا لیا۔ پھر قائد اعظم کی تحریک پر مسلم لیگ میں داخل ہوئے چونکہ وہ خود ایک مذہبی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اسلام سے عقیدت ان کی سرشت میں شامل تھی۔ اسی لئے مسلم لیگ کے لئے انھوں نے بڑے جوش و خروش سے کام کیا

۔ صحافت کے میدان میں قدم رکھنے والی نئی نسلوں کے لئے رئیس احمد جعفری ایک جگمگاتی ہوئی راہ چھوڑ گئے ہیں جس پر دیانت، خلوص اور روشن ضمیری کے چراغ روشن ہیں۔ کاش آج کا نوجوان صحافی ان کی رہبری سے استفادہ کر سکے۔

یوں تو اردو ادب میں بھی رئیس احمد جعفری کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ انھوں نے لاتعداد رومانی ناول لکھے ہیں۔ "روسیاہ" لکھ کر رئیس نے یہ ثابت کر دیا کہ ان کا قلم کسی میدان میں بھی مجبور نہیں ہے لیکن سب سے زیادہ قابل قدر قابل توجہ ان کی تاریخی کتب ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ رئیس نے اس میدان میں بھی ایک جہاد کیا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں بہت کم مورخ ایسے ملتے ہیں جنھوں نے اپنے قلم کے ساتھ دیانت اور حق گوئی کو وابستہ رکھا ہو۔ لیکن رئیس احمد جعفری نے جس دور پر بھی قلم اٹھایا وہی لکھا جو سچ تھا۔ انھوں نے اس کی پرواہ قطعی نہیں کی کہ کوئی طبقہ، گروہ یا فرقہ ان سے ناراض ہو سکتا ہے۔ مصلحت کوشی کو انھوں نے کبھی اپنی تحریر پر حاوی نہیں ہونے دیا۔

انگریزوں کے دور حکومت میں برصغیر ہند کی تاریخ کے عنوان سے جو کچھ لکھا گیا وہ تاریخ نہ تھی بلکہ وہ تھا جو انگریز لکھوانا چاہتے تھے۔ اور یہ کام ہمارے چند ضمیر فروشوں نے بڑی وفاداری کے ساتھ کیا۔ لیکن جب رئیس احمد نے قلم اٹھایا تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ انھوں نے یہ بھی سوچا کہ "واجد علی شاہ اور حضرت محل" جیسی ان کی تصانیف کے ساتھ بزرگوں کی

لکھی ہوئی متعدد جلدوں پر مشتمل تاریخیں فرضی داستانیں بن کر رہ جائیں گی۔

اس اقدام میں رئیس احمد جعفری کا ایک ہی جذبہ کارفرما تھا کہ مسلمانوں کے مسخ شدہ چہروں کو آئینہ کر کے پیش کر دیا جائے

پڑھنے والے خود فیصلہ کر لیں کہ کیا اچھا تھا اور کیا برا! "نہج البلاغہ" (حضرت علیؓ کے خطبات) کا اردو ترجمہ کرنے میں بھی ان کا یہی جذبہ شامل تھا۔

۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۰ء تک کے مختصر سے عرصہ کو میں اپنی زندگی کا یادگار دور صرف اس لئے سمجھتا ہوں کہ اسی عرصہ میں پہلی بار مجھے مولانا رئیس احمد جعفری سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اسی زمانہ میں شیخ شوکت علی اینڈ سنز کراچی نے اپنے لئے ایک "رائٹرز پینل" ترتیب دیا تھا جس میں رئیس احمد جعفری، قیسی رامپوری اور راقم الحروف شامل تھے۔ شیخ صاحبان نے دوکان کے عقبی حصہ میں ہم لوگوں کے لئے ایک حجرہ بنوا دیا تھا جہاں بیٹھ کر رئیس احمد جعفری تصنیف و تالیف کا کام کرتے تھے۔ اس حجرے میں اکثر ان سے ملاقات ہوتی تھی اور ان کے علم سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا کرتا تھا۔ ٥٥

نسیم بکڈپو لکھنؤ

نسیم بکڈپو لکھنؤ کی
(نئی)
فہرست کتب
تیار ہے۔ ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر طلب فرمائیں

پاکستان کے مشہور تاریخی ناول
محمد سعید
کے دو لئے ناول

زہرۃ الروم	مکمل سیٹ	00/-
الجزائر	———	75/-

کتاب
قرآن کی روشنی میں
ایک بصیرت افروز اور رہنما کتاب
50/-

اسلامی معلومات
کیلئے بہترین مقبول کتابیں

آئینۂ رسالت — مرتبہ فیصل مسعود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ پر تقریباً تین ہزار معلوماتی سوال مع جواب — 25/-

امہات المومنین — سوال وجواب کی روشنی میں
علی اصغر چودھری 6/-

صحابہ کرام — سوال وجواب کی روشنی میں
علی اصغر چودھری 9/-

روح نماز — نماز کے مسائل سمجھانے اور اس کے فوائد و برکات سے روشناس کرانے کے لئے سوال وجواب کی یہ لاجواب کتاب ہے —
محمد کلیم ارائین 11/-

اعمال قرآنی مکمل — حکیم الامت مولانا اشرف تھانوی کی مشہور کتاب جس میں زندگی کی ہر ضرورت و پریشانی کے لئے قرآنی آیات درج ہیں
9/-

— یہ عمدہ آفسیٹ پر طبع اور سستی کتابیں آپ ہم سے طلب فرما سکتے ہیں اور انھیں ناز کتاب گھر شاندار مارکیٹ بازار جھلی قمر دہلی سے بھی حاصل کر سکتے ہیں —

تاج کمپنی کی مشہور اور معیاری
دینی کتابیں

پیغمبر اعظم وآخر	نصیر احمد ناصر	60/-
اصحاب رسول والے کارنامے	نبی احمد	35/-
انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اول	محمد یامین	40/-
اسلامی ثقافت	نصیر احمد ناصر	60/-
تاریخ اسلام	مولانا اکبر نجیب آبادی (۳ جلد)	150/-
دین و دنیا	رئیس احمد جعفری	40/-
تاریخ تفسیر ومفسرین	غلام حریری	60/-
اسلامی نظام زندگی	سید علی اللہ حسینی	36/-
تاریخ حرمین شریف	عباس کرارہ مصری	32/-
فاروق اعظم	محمد یامین	25/-
تاریخ عثمان	" "	25/-
اپنی نماز درست کیجئے	مولانا اشفاق قاسمی	16/-
سیرت ائمہ اربعہ	رئیس احمد جعفری	35/-
رسول اکرم کی سیاست خارجہ		35/-
روشنی	شاہ بلیغ الدین	40/-
تاریخ مدینہ	ناز یاقت	25/-
تذکرہ سیدنا غوث اعظم	طاہر ہاشمی	16/-
بائبل قرآن وسائنس	ترجمہ ثناء الحق	40/-
اجزائے ایمان	طاہر القادری	35/-

لغات

فیروز اللغات جامع
بڑا سائز مع اضافوں کے — 140/-
فیروز اللغات درمیانی — 40/-
20Th سنچری انگریزی سے انگریزی اردو لغت — 55/-
" " " درمیانی — 35/-

ایجوکیشنل اردو سے انگریزی لغت — 55/-
" " " ڈکشنری — 35/-
انگریزی سے انگریزی اردو اور اردو سے انگریزی
مشترکہ لغت — 125/-
تعلیمی عربی اردو اور اردو عربی لغت — 18/-

اردو میں قصیدہ نگاری
ابو محمد سحر
نیا ایڈیشن —— 36

انتخاب قصائد اردو : مقدمہ و حواشی ابو محمد سحر
اردو کے ۴۵ قصائد جو بیشتر یونیورسٹیز کے نصاب میں شامل ہیں
مفصل حواشی کے ساتھ = 48/-

اہم ادبی تنقیدی اور دیگر کتابیں

خواجہ میر درد تنقیدی تحقیقی مطالعہ : ثاقب صدیقی		60/-
اسلوبیاتی مطالعہ	پروفیسر نتظر عباس نقوی	50/-
تنقید و تجربہ (مضامین)	ڈاکٹر جمیل جالبی	100/-
ادبی تنقید و اسلوبیات	گوپی چند نارنگ	120/-
محمد علی جوہر	ڈاکٹر حمیدہ ریاض	30/-
فورٹ ولیم کالج ایک مطالعہ	ڈاکٹر سمیع اللہ	45/-
تعزیہ شاعری کا ارتقاء	ڈاکٹر اسماعیل آزاد	90/-
آتش چنار (سوانح)	شیخ محمد عبداللہ	125/-
اردو گیت (تحقیقی مطالعہ)	بسم اللہ نیاز بیگم	250/-
اردو میں بچوں کا ادب	ڈاکٹر خوشحال زیدی	200/-
آغا حشر کے ڈراموں کا تنقیدی مطالعہ	ڈاکٹر شفیع اللہ	125/-
تنقید و تحریک	ڈاکٹر احمد سجاد کے تنقیدی مضامین	30/-

نذر مسعود : تیس باکمال اہل قلم کی نگارشات کا
مجموعہ جو مسعود حسین خاں کی ادبی خدمات
کا احاطہ کرتی ہیں مرتبہ مرزا خلیل بیگ —— 150/-

دوسرے اداروں کے مطبوعہ نئے وحالیہ ناول

دوسرا چہرہ	سراج انور	40/-
فلش	״ ״	50/-
خلیج	״ ״	45/-
شام کے مسافر	ابن حیات	45/-

نئی بستی	مسرور جہاں	50/-
اپنا خون	״ ״	36/-
فاکہہ	اے۔ آر۔ خاتون	50/-
سراب	اسمارا عجاز	80/-
اماں	رضیہ بٹ	100/-
خلا	قیس رامپوری	45/-
مزدور	رئیس احمد جعفری	45/-
ستارہ جو ٹوٹ گیا	التمش کا نیا تاریخی ناول	50/-
ظلمات	اسلم راہی	65/-
طلسم کدہ	״ ״	35/-
ابھی سویرا ہے	ارشاد امروہوی	32/-
اولی اللہ (ڈرامہ)	ایم فضیلت	50/-
جاہل سلطان	الیاس سیتاپوری	35/-
آخری آدمی	ابن صفی کے ناولوں کا نیا مجموعہ	35/-
پاگل کتے	ابن صفی کے ناولوں کا نیا مجموعہ	35/-
بازی گر	شکیل عادل زادہ (مکمل ۴ حصے)	150/-
گمراہ	آخری ۴ حصے - فی جلد	35/-
کھلاڑی	آٹھواں نواں حصہ ״ ״	35/-
قزاقوش	(جہاتی ناول) احمد شاہ گیلانی	40/-
دل نادان	مینا ناز	30/-
بشریٰ	״ ״	35/-
شائستہ	رضیہ بٹ	50/-
شب گزیدہ	قاضی عبدالستار	30/-
دارا شکوہ	״ ״	35/-

نسیم بکڈپو کے حالیہ ناول

خمیازہ	عفت موہانی	18/-
خواب تمنا	" "	30/-
لبینہ	" "	33/-
گئے موسم کے گلاب	ذکیہ بلگرامی	34/-
امیر اندلس	مظہر الحق علوی	64/-
لاوا	" "	60/-
زہر ابِ نیل	یعقوب یاور کوٹی	42/-
آنگن کی چاندنی	عطیہ پروین	30/-
دوہ جیسے اس پار	یعقوب یاور کوٹی	40/-
سرِ ساحل	عفت موہانی	33/-
غم جاناں	ہاجرہ نازلی	27/-
غزالہ	شوکت تھانوی	36/-

اردو ناول کی دنیا میں سنگ میل
عفت موہانی
کا شاہکار پچھتروں ناول
کرنوں کی مہک

عفت موہانی کا پہلا ناول "درد و درماں" تھا اور ۱۹۶۴ء میں اس کی اشاعت کے بعد سے آج تک عفت صاحبہ کے جتنے بھی ناول شائع ہوئے بعض قارئین نے اتنا پسند کیا کہ ایسی مقبولیت کم ہی ناول نگاروں کو نصیب ہوتی ہے۔ ان کے پچھتر ویں ناول کی اشاعت ہی ان کی لاجواب مقبولیت کا پتہ دیتی ہے۔ اور عفت صاحبہ نے اس مبارک موقع پر ایسا اچھوتا اور شاہکار ناول پیش کیا ہے کہ جو مدتوں سے ان کے قلم نے ایسا جادو نہیں جگایا تھا۔

دل کی گہرائیوں میں اتر جانے والے لازوال جذبوں اور ارمانوں سے تراشی ہوئی وہ کہانی جسے آپ ان کے منظم ناولوں میں سے ایک کہہ کر ہمیشہ یاد رکھیں گے بس رہنی سے بھرپور ایک انوکھا اور بے مثال تحفہ

صفحات ۵۰۰ — قیمت ساٹھ روپے

— دیدہ زیب سرورق —

نسیم سحر قریشی
پاکستان کی مقبول ناول نگار کا نیا ناول
زہر مسیحائی
دیدہ زیب سرورق سے آراستہ 45/=

عطیہ پروین
کا نیا ناول
لو پھر بہار آئی
33/=

محمد سعید کا تاریخی ناول
استنبول 60/=

شہناز کنول کا ناول
جوہی کی کلیاں 42/-

علیمی ارسلان کا ناول
شہر وفا 42/-

عطیہ پروین

زہر مسیحائی